بفیضِ حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفٰے رضا قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

بقلمِ فیض رقم

حضرت علامہ مولٰینا مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی

مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَائِہٖ

شائع کردہ

نوری دار الافتاء

دارالعلوم نوری، نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا، بلرامپور۔ یوپی۔ پن ۲۷۱۲۰۱

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

افادۂ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ

حضراتِ اَبَوَیۡنِ کَرِیۡمَیۡن کا انتقال عہدِ اسلام سے پہلے تھا ، تو اُس وقت تک وہ صرف اہلِ توحید و اہلِ لا الٰہ الا اللّٰہ تھے۔

[تو کفر وشرک سے بحمدہٖ تعالیٰ پہلے بھی پاک تھے]

بَعۡدَہٗ رب العزۃ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ کے صدقے میں اُن پر اِتمامِ نعمت کے لیے [اپنی نعمت اُن پر پوری کرنے کے لیے] اصحابِ کہف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡھُم کی طرح اُنہیں زندہ کیا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ پر ایمان لاکر شرفِ صحابیت پاکر آرام فرمایا۔

حدیثِ اِحیاء کی غایت ضُعف ہے۔ [زندہ فرمانے کی حدیث زیادہ سے زیادہ یہ کہ ضعیف ہے] کما حققہ خاتم الحفاظ الجلال السیوطی. اور حدیثِ ضعیف دربارۂ فضائل مقبول۔ کما حققناہ بما لا مزید علیہ فی رسالتنا الھاد الکاف فی حکم الضعاف. بلکہ امام ابنِ حجر مکی نے فرمایا : متعدد حُفّاظ نے اس کی تصحیح کی۔

افضل القریٰ لقراء ام القریٰ [ص۱۰۰ ، ۱۰۱] میں فرماتے ہیں

ا ن آباء النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم غیرَ الانبیاء و امھاتِہ الی آدمَ و حواءَ ، لیس

یعنی نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ کے سلسلۂ نسبِ کریم میں جتنے انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ و السلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں اُن کے

فیهم کافر، لان الکافر لا یقال فی حقه انه مختار و لا کریم و لا طاهر، بل نَجِس.

سوا حضور کے جس قدر آباء واُمہات آدم و حواء علیہما الصلوٰۃ و السلام تک ہیں اُن میں کوئی کافر نہ تھا۔ [کیوں] کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا۔

و قد صرّحت الاحادیث بانهم مختارون، و اَن الآباء کِرام، و الامهاتِ طاهرات.

اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے آباء واُمہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدۂ بارگاہِ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں۔

و ایضاً قال تعالیٰ ﴿وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ﴾ علی احد التفاسیر فیه اَن المراد تنقُل نوره من ساجد الی ساجد.

اور آیۂ کریمہ ﴿وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ﴾ کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا

و حینئذ فهذا صریح فی ان اَبَوَیِ النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلم آمِنةَ و عبدَ اللّٰه من اهل الجنة، لانهما اقرب المختارِین له صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلم، و هذا هو الحق.

تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرتِ آمنہ و حضرتِ عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما اہلِ جنت ہیں۔ [کیوں] کہ وہ تو اُن بندوں میں ...... جنہیں اللّٰہ عَزَّ وَ جَلَّ نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے لیے چنا تھا ..... سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے۔

بلکہ ایک حدیث میں .... جسے متعدد حافظانِ حدیث

بـل فی حدیث ، صحّحه غیر واحد من الحُفّاظ ، و لم یلتفِتوا لمن طعَن فیه ، اِن اللّٰه تعالیٰ احیاهما [له] فاٰمَنَا به. الخ	نے صحیح کہا ، اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابلِ التفات نہ جانا ...... تصریح ہے کہ اللّٰہ عَزَّ وَ جَلَّ نے والدینِ کریمین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے لیے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔

مختصراً [شمول الاسلام ص۲۲ تا ۲۴ ۔ فتاوی رضویه مترجم ۳۰/۲۸۵ تا ۲۸۷]

اقول : . اِنّا لانقول اِن الاحیاء لاِحداث ایمان بعد کفره ، بل لاعطاء الایمان بمحمد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلم و تفاصیلِ دینه الاکرم بعد المُضِیّ علی مَحْض التوحید. مختصراً	ہم یہ نہیں کہتے کہ ابوینِ کریمین معاذ اللّٰہ پہلے کفر پر تھے پھر اُنہیں ایمان عطاء کرنے کے لیے زندہ فرمایا گیا ، نہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ پہلے بھی وہ خالص توحید پر تھے شرک سے پاک تھے ، پھر اللّٰہ پاک نے اُنہیں اس لیے زندہ فرمایا کہ محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّم پر اورسب [انبیاء علیهم الصلوٰۃ و السلام کے دینوں] سے بالا مرتبہ حضور کے دین کی تفصیلات پر ایمان کی نعمت سے اُنہیں سرفراز کرے۔

اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے۔ جسے یہ پسند ہو فبھا ونعمت ، ورنہ آخراس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے ، دل صاف رکھے الخ مختصراً

[شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ص۲۴ ۔ فتاوی مترجم ۳۰/۲۸۷ ، ۲۸۸]
۱۳ ھ ۱۵

له افضل القریٰ [ص۱۰۱] ، زرقانی ناقلاً عن الحافظ ابن سید الناس. [۱/۳۲۲]

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ المختار و علی اٰلہ و اصحابہ الاطہار

اللّٰہ قادرِ مطلق کے محبوب حضور پناہِ بےکساں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے والدینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کے مومن و مسلمان ہونے پر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے تیسری دلیل امام رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہ کے کلام سے یہ لائی

____ " **ثالثاً**:- قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ : [**تیسری دلیل**:-] اللّٰہ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ نے فرمایا

وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے

الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا

فِی السّٰجِدِیْنَ [۲۶/۲۱۷ تا ۲۱۹] کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں۔

امام رازی فرماتے ہیں : معنیٔ آیت یہ ہیں کہ ...... " حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کا نورِ پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا " ...... تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔

امام سیوطی و امام ابنِ حجر و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر و تائید و تاکید و تشیید[1] فرمائی ، اور حضرتِ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے

---

[1] تشیید : اِحکام پختہ کرنا۔ یہ مثلاً یوں کہ اس آیتِ کریمہ [۲۶/۲۱۹] کا یہ معنی کہ ...... " حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم کا نور ساجدوں سے ساجدوں میں منتقل ←

اس [معنیٔ آیت] کے مؤیّد روایت ابو نعیم کے یہاں آئی۔ "___

[شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ص۷ ـ فتاوی رضویه مترجم ۳۰/۲۷۱]
۱۵ ھ ۱۳

وہ روایت غالبًا یہ ہے

___" فرماتے ہیں صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیۡهِ وَ سَلَّم

لَمۡ اَزَلۡ اُنۡقَل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات)). [المواهب الدنیة ۱/۳۲۷ ـ اسرار التنزیل ص۱۲۲]

میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔ "___ [فتاوی رضویه ۳۰/۲۷۱]

رواه ابو نعیم عن ابن عباس.

[زرقانی علی المواهب ۱/۳۲۷]

اسے ابونعیم نے حضرتِ ابنِ عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما سے روایت کیا۔

سوال:- "تفسیرِ کبیر" میں ہے

← ہوتا رہا "..... علامہ زرقانی نے کہا : یہ معنی تمام آبائے کرام کے مومن ہونے کو مقتضی نہیں ، بعض مومن ہوں تو بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ نورِ پاک ساجدوں سے ساجدوں میں منتقل ہوتا رہا۔ پھر یہ شرح کرکے اس دلیل کو مضبوط کیا کہ

من آدم الی ان ظَهَرَ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلم.

[زرقانی ۱/۳۲۷]

حضرتِ آدم سے لے کر حضور کے جلوہ گر ہونے تک نورِ پاک ساجدین میں منتقل ہوتا رہا۔

صلی اللّٰه تعالیٰ علیهما و سلم

یونہی امام سیوطی اور امام ابنِ حجر مکی نے اس دلیل کو استحکام دیا۔ اُن کی عبارات علامہ زرقانی کی شرحِ مواهب سے آرہی ہیں۔

و اعلم ان الرافضة ذهبوا الی ان آباء النبی ﷺ کانوا مومنین . [مفاتیح الغیب ۲۴/۱۷۳]	جان لو روافض کا مذہب یہ ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کے آباءو اجداد مومن تھے۔

اگر یہ روافض کا عقیدہ ہے تو امام اہلسنّت نے اس سے کیسے استناد کیا؟..... اور کیا اسلافِ اہلسنّت نے یہ نہیں مانا ہے؟..... نیز خود امام رازی کیا مانتے ہیں؟.....

جواب:- امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے روافض کے عقیدے سے استناد ہرگز نہیں کیا ، روافض کی طرف اس مسئلے کی نسبت ''تفسیرِ کبیر'' میں ہے ، جبکہ امام اہلسنّت نے ''اسرار التنزیل'' کے کلام سے استناد کیا ہے اور ''اسرار التنزیل'' کا کلام روافض کا عقیدہ نہیں۔

بیشک بیشمار اسلافِ اہلسنّت نے یہ مانا ہے کہ **حضورِ اقدس** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کے **تمام آباء** وامہات [تمام ماں باپ] **مومن** و **ناجی** ہیں ، امام رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ وَ رِضْوَانُ رَبِّی بھی یہ مانتے ہیں۔

آزر جس کے بارے میں قرآنِ کریم نے تصریح فرمائی کہ کافر تھا اُس کے بارے میں اختلاف ہے ، **بے شمار اسلافِ اہلسنّت** اور خود امام رازی آزر کو سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا **چچا** قرار دیتے ہیں ، اور فرماتے ہیں کہ والد آپ کے تارَخ ہیں۔ تو **ان اسلاف** اور امام رازی کے نزدیک **تمام آباء** بلا استثناء بہ عموم و **استغراق** مومن ہیں اہلِ نجات ہیں۔

مگر آزر کے چچا ہونے میں جب اہلسنّت کا اختلاف ہے تو **استغراق** یعنی **تمام** آباء کا مومن و ناجی ہونا اہلسنّت کا قطعی اجماعی **نہ** ہوا۔

اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن والدینِ **رسول اللّٰہ** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم اور باقی تمام آبائے کرام کو ہم اور ہمارے بے شمار اسلاف مومن وناجی مانتے ہیں

—" جن کی تصریحات خاص اس مسئلۂ جزئیہ میں موجود "— [۲۹۹/۳۰]

ــــہ —" بہ نظرِ کلیت [یعنی اہلِ فترت ہونے کے لحاظ سے] نگاہ کیجیے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی و امامِ اجل امام الحرمین و امام ابن السمعانی و امام کیاھراسی و امامِ اجلّ قاضی ابوبکر باقلانی حتیٰ کہ خود امامِ مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوصِ قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء وامہاتِ اقدس کا ناجی ہونا کالشّمس والامس روشن وثابت ہے ، بلکہ بالاجماع تمام ائمۂ اشاعرہ اور ائمۂ ماتریدیہ سے مشائخِ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے "— [شمول الاسلام ، فتای رضویہ مترجم ۲۹۹/۳۰]

قد تمسک القائل بنجاتهما ایضا بانهما ماتا قبل البعثة فی زَمَن الفَتْرة ، و لا تعذیب قبلها ، لقوله تعالیٰ ﴿وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ [۱۵/۱۷] قال : و قد اطبقت الائمة الاشاعرة من اهل الاصول و الشافعية من الفقهاء .

اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن کو ناجی ماننے والوں کی یہ دلیل بھی ہے کہ اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن کی وفات بِعثتِ اَقْدَس سے پہلے زمانۂ فَترت میں ہے ، اور بعثت سے پہلے عذاب نہیں ہے ، جس کی دلیل فرمانِ الٰہی ہے ﴿اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں﴾ اور متکلمین ائمۂ اشاعرہ اور فقہائے شافعیہ کا بالاتفاق یہی مسلک ہے۔

و حكم من لم تبلُغه الدعوة انه يموت ناجيا ، و لا يُعذَّب و يدخُل الجنة . قاله فی سبل النجاة. مختصراً

[زرقانی علی المواهب ۳۲۳/۱]

امام سیوطی نے سبل النجاۃ میں فرمایا : جنہیں نبی کی طرف سے دعوت نہیں پہنچی اُن کا حکم یہ ہے کہ وہ انتقال کریں تو اہلِ نجات ہوکر انتقال کریں گے اُن پر عذاب نہیں ہوگا اور وہ جنت میں جائیں گے۔

ان کے پینتیس[۳۵] اسمائے مبارکہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰/۲۹۷ ، ۲۹۸] میں امام اہلسنّت نے تحریر فرمائے ، تاہم یہ مسئلہ **اہلسنّت** کا **اجماعی** نہیں۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے جہاں مثلاً نقل فرمایا کہ

__" کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدَرَج المُنِیفَة فی الآباء الشریفة سے نقل کرتے ہیں

ـــــ اجماعی نہ ہونا پروانۂ آزادی نہیں کہ آدمی جو چاہے بولے

__" یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں اجماعی نہیں ، پھر اُدھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؟..... آدمی اگر جانبِ ادب میں خطاء کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللّٰہ اس کی خطاء جانبِ گستاخی جائے۔

یقینِ برہانی کا انتفاء حکمِ وجدانی کا نافی نہیں ہوتا ، کیا تمہارا وجدانِ ایمان گوارا کرتا ہے؟..... کہ مصطفٰی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و سلم کے سرکارِ نور بار کے ادنیٰ ادنیٰ غلاموں کے سگانِ بارگاہ جنات النعیم میں سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ (بلند تختوں) پر تکیے لگائے چین کریں اور جن کی نعلینِ پاک کے تصدق میں جنت بنی اُن کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللّٰہ غضب و عذاب کی مصیبتیں بھریں؟..... ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غَنِیّ حَمِیۡد عَزَّ جَلَالُہٗ پر حکم نہیں کر سکتے۔ پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟..... اُدھر کون سی دلیلِ قاطع پائی؟.....

حَاشَ لِلّٰہ ایک حدیث بھی صحیح و صریح نہیں ، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں ، اور جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کیے تو اقل درجہ وہی سکوت و حفظِ ادب رہا "__ مختصراً [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰/۲۸۹ ، ۲۹۰]

جمعِ کثیر اکابرِ ائمہ و اجلّہ حُفّاظِ حدیث جامعانِ انواعِ علوم و ناقدانِ روایت ومفہوم [نے] نجاتِ والدین شریفین پر دلائلِ قاطعہ قائم کیے۔ "ــــ ملخصاً

[فتاویٰ رضویہ مترجم ۳۰/ ۲۹۹ ، ۳۰۰]

ــــ " بلکہ علامہ زرقانی شرحِ مواھب میں ائمہ قائلینِ نجات کے اقوال وکلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں

هذا ما وقفنا عليه من نصوص علمائنا ، و لم نر لغيرهم ما يخالفه ، الا ما يُشَمّ من نفس ابن دِحية ، و قد تكفّل برده القُرطُبى.	یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابنِ دحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہِ کافی اس کا رد کردیا۔ "ــــ [ایضاً ۳۰/۳۰۰]

وہیں آخر میں یہ فرمایا

ــــ " تاہم بات وہی ہے جو امام سیوطی نے فرمائی : ثم انی لم اَدَّعِ ان المسئلة اجماعية ، بل هى مسئلة ذات خلاف. "ــــ [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰/ ۲۹۹ ، ۳۰۰]

شیعہ کے یہاں استغراق ہے اور قطعی اجماعی ہے۔

اسی استغراق اور قطعی اجماعی کے معنی میں ہے جو امام رازی نے تفسیرِ کبیر میں شیعوں کی نسبت بیان کیا جوکہ سوال میں نقل ہے۔

یعنی شیعہ فرقے کی طرف نسبت واسناد اشارہ ہے کہ پورے فرقۂ شیعہ کا اس پر اجماع ہے ، اور ''آباء'' جمع تکسیر مضاف کا ظاہر استغراق ہے۔ دوسرے مقام پر استغراق کی صراحت بھی ہے کہ

ــــ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

قالت الشيعة : ان احدا من آباء الرسول عليه الصلوٰة و السلام و اجداده ما كان كافرا ، و انكروا ان يقال ان والد ابراهيم كان كافرا ، و ذكروا ان آزر كان عم ابراهيم عليه السلام. [مفاتيح الغيب ۱۳/۴۰]

شیعہ یہ مانتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم کے آباء واجداد میں سے **کوئی** کافر نہ تھا اور شیعہ فرقہ آزر کو حضرتِ ابراهیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا باپ کہنے سے منکر ہے ، ان کا بیان ہے کہ آزر چچا تھا ، باپ نہیں۔

''کوئی'' استغراق کی صراحت ہے ، اور گروہِ شیعہ ورافضہ کی طرف ''نسبت'' قطع واتفاق کی طرف اشارہ ہے۔ ؎

شیعہ عالم فضل بن حسن طبرسی [م ۵۴۸ھ] کی تفسیر مجمع البیان میں آیتِ کریمہ

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا
کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بیشک میں تمہیں اور
تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ [۶/۷۴ پ ۷]

کے تحت ہے

﴿ فيه اقوال. ﴾ آزر کے بارے میں چند اقوال ہیں۔

احدها : انه اسم ابی **قولِ اول**:- حضرتِ ابراهیم علیه الصلوٰة و

؎ کیونکہ مثال کے طور پر ''افعالِ عباد میں حسن وقبح کی عقلیت'' کو نہ کہیں گے کہ اہلسنّت اس کے قائل ہیں ، اس لیے کہ یہ عقلیت اہلسنّت کے نزدیک مختلف فیہ ہے۔
ہاں مثلاً ''آخرت میں اہلِ ایمان کے لیے دیدارِ الٰہی سُبْحٰنَہٗ'' کو کہیں گے کہ اہلسنّت اس کے قائل ہیں ، کیونکہ یہ اہلسنّت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

ابــراهيــم ، عن الحسن و السدی و الضحاک.

التسلیم کا باپ تھا ، یہ حسن سدی اور ضحّاک سے روایت ہے۔

و ثــانيهــا : ان اسم ابــی ابراهيم تارَخ.

قولِ ثانی:- حضرتِ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے والد کا نام تارَخ ہے۔

قال اصحابنا: ان آزر كان جد ابراهيم لامه، او كان عمه.

ہمارے علماء نے کہا آزر حضرتِ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا نانا تھا ، یا چچا تھا۔

صَحَّ عنـدهم ان آباء النبی الـیٰ آدم كـلهـم كـانـوا مـوحدين ، و اجتمعت الطائفة علی ذلک. ملخصاً

[مجمع البیان ۴/۶۸]

ہمارے علماء کے نزدیک روایۃً بہ صحت ثابت یہ ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے آبائے کرام حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام تک **سب** اہلِ توحید ہیں ، اور گروہِ **شیعہ** اس عقیدے پر **متفق** ہے۔

یہ شیعہِ عالم کی طرف سے اس مسئلے میں استغراق اور قطعی اجماعی کی تصریح ہے۔ اور اسی محمل پر ہے وہ جو امام رازی نے تفسیرِ کبیر میں اس مسئلے کو شیعہ و روافض کی طرف منسوب فرمایا۔

استنادِ امام اہلسنّت اور مسلکِ امام رازی کی تفصیل

امام اہلسنّت نے وہ ثالثاً : تیسری دلیل تفسیرِ کبیر سے نہیں لی ، بلکہ **امام رازی** کی دوسری کتاب اسرار التنزیل کے کلام سے لی ہے۔ کیونکہ امام اہلسنّت

نے جوفرمایا کہ

۔۔'' علامہ زرقانی وغیرہ نے اس دلیل کی تائیدوتشیید فرمائی ''۔۔

یہ علامہ زرقانی نے مواہب کی شرح میں فرمائی ہے جہاں علامہ قسطلانی نے مواہبِ لدُنیہ میں یہ دلیل نقل کی ، اوروہ نقل اسرار التنزیل سے ہے

قال الامام فخر الدین الرازی فی کتابه ''اسرار التنزیل''.الخ [مواھبِ لدنیه ۱/۳۲۶]

اور اسرار التنزیل میں یہ مسئلہ

اولاً تو شیعہ وروافض کی طرف منسوب نہیں فرمایا۔ **ثانیاً** گفتگو **آزر** کے بارے میں چلی ہے ، اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن اور دیگرآبائے کرام کے بارے میں نہیں۔ اور **ثالثاً** کلامِ اسرار التنزیل سے بلااستثناء **تمام** آبائے کرام کا **امام رازی** کے **نزدیک** مومن وناجی ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ اسرار التنزیل کا کلام دیکھیے !

اما قوله تعالیٰ ﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ آزَرَ﴾ [۶/۷۴ پ ۷] **ففیه المسئلتان ، المسئلة الاولیٰ فی آزر قولان ، الاول انه والد ابراهیم علیه السلام ، و لهم فی ذلک دلائل.**

الحجة الاولیٰ : ظاهرلفظ القرآن فی هذه الآیة یدُلّ علی ذلک.

و القول الثانی: ان آزر لم یکن

ارشادِ الٰہی سُبحٰنَہٗ ﴿اوریادکروجب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا﴾

اس میں دو مسئلے ہیں۔ پہلامسئلہ:۔ **آزر** کے بارے میں **دوقول** ہیں۔ اولؔ یہ کہ وہ حضرتِ ابراھیم علیه الصلوٰۃ و التسلیم کا باپ ہے۔ اس کے قائلین کی اس پر چند دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل :۔ کلمۂ اَبُ جوقرآن میں آیا

والد ابراهيم بل كان عَمّه ، و احتجّوا الحُجَج ،

الحجة الاولىٰ : ان آباء الانبياء ما كانوا كفارا ، و يدُل عليه وُجوه ، منها قوله تعالىٰ ﴿الَّذِیۡ یَرٰکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ﴾

[۲۶/۲۱۸،۲۱۹ پ ۱۹]

قيل كان معناه انه ينتقل نوره من ساجد الى ساجد.

و بهذا التفسير فالآية دالّة على ان **جميع** آباء محمد عليه السلام كانوا مسلمين.

اقصى ما فى الباب ان يُحمَل قوله تعالىٰ ﴿وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ﴾ على وجوه اخرىٰ. مختصراً

[اسرار التنزيل قلمى ۱۲۲ ، ۱۲۳ ـ زرقانى على المواهب ۱/۳۲۶ ، ۳۲۷]

اس کا ظاہر معنی ہے باپ والد الخ

قولِ ثانی:- باپ نہیں ، بلکہ چچا ہے۔

اس کے قائلین کی بھی چند دلیلیں چند حجتیں ہیں۔

حجتِ اولیٰ:- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام کے آباء واجداد مومن تھے ، اس پر دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے ﴿جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں﴾۔

کہا گیا معنئ آیت یہ ہیں کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ کا نورِ پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

اور اس تفسیر پر آیت اس کی دلیل ہے کہ **سب** آبائے کرام **مسلمان** تھے۔

زیادہ سے زیادہ یہاں یہ ہے کہ اس آیت کے اور معانی بھی ہیں۔

پھر وہ معانی تحریر کرنے کے بعد فرمایا

فهذه الوجوه الاربعة وان كانت | آیتِ کریمہ اگرچہ ان چار معانی کا احتمال رکھتی

الآية محتمِلة لها ، اِلَّا ان الوَجه الذی **ذکرنا** الآن ایضاً محتمَل ، و اذا وَرَدَت الروایات بالکل ، و لا منافاة بین هذه الوجوه فوجَب حَمل الآیة علی الکل.

ومتی صح ذلک ثبَت ان والد ابراهیم ما کان من عَبَدَة الاوثان. [اسرار التنزیل ۱۲۳]

ہے مگر جو معنی ابھی **ہم** نے بیان کیا [منتقلی نورِ پاک] یہ بھی محتمَل ہے ، اور جب یہ سب معانی **روایات** میں وارد ہیں ، اور ان معانی میں باہم منافات وتعارض نہیں تو ضرور آیتِ کریمہ سے سب معانی مراد لیے جائیں گے۔

اور جب یہ صحیح ہے تو **ثابت** ہوا کہ سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے **والد** عابدینِ اصنام میں سے **نہ** تھے۔

یعنی اور آزر عابدینِ اصنام میں سے تھا ، لہذا **آزر** باپ نہیں ، بلکہ **چچا** ہے۔

دیکھو! قولِ ثانی [کہ آزر چچا ہے اس] کا استدلال امام رازی اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں کہ الا ان الوجهَ الذی **ذکرنا** الخ یہ اس استدلال کے اُن کے نزدیک پسندیدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

پھر اس کے علاوہ دو اور حجتیں ذکر کرنے کے بعد کہا

ثم ان القائلین بهذا القول اجابوا عن دلائل اصحاب القول الاول. [ایضاً ص۱۲۴]

قائلینِ عَمِّیت نے قائلینِ اَبَوِیَّت کے استدلال کے جوابات دیے۔

وہ جوابات ذکر کرنے کے بعد فرمایا

هذا تمام القول **بنُصُرةِ** هذا القول. [ایضاً]

یہ قولِ ثانی کی **تائید** و **حمایت** میں انتہائی گفتگو ہے۔

یہ نہ استدلال بلکہ خود **قولِ ثانی** [یعنی آزر کے چچا ہونے] کی امام رازی کے نزدیک پسندیدگی کو بتاتا ہے۔

رہا اس کے بعد قولِ ثانی کی تین حجتوں میں سے اُولیٰ و ثانیہ پر امام رازی کا اعتراض تو وہ اس پسندیدگی کے منافی و برخلاف نہیں۔ وہ **اعتراض** یہ ہے

و اعلم ان القول الاول اولیٰ ، و ذلک لان ظاهر لفظ الاب يدُل على الوالد.

جان لو! قولِ اول اولیٰ ہے، کیونکہ کلمۂ ''اَبٌ'' کا ظاہرِ معنی باپ ہے۔

و اما التمسك بقوله ﴿وَ تَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ﴾ فهو محمول على سائر الوجوه ، لا تُحمَل على ان روحه كانت ينتقل من ساجد الى ساجد ، محافظةً على ظاهر الآية التى تمسّكنا بها.

رہا قولِ ثانی والوں نے آیتِ کریمہ ﴿و تقلبک﴾ الآیة سے جو حجت[1] لائی تو یہ آیتِ کریمہ اور معانی پر تو محمول ہوگی ، مگر اس معنی پر محمول نہیں ہوگی کہ روحِ اقدس ایک ساجد سے دوسرے ساجد میں منتقل ہوتی رہی

تاکہ وہ آیت لِاَبِيۡهِ [۶/۷۴] جس سے ہم نے دلیل لائی اُس کا ظاہرِ معنی سالم رہے۔

و اما الحجة الثانية فنقول اِن قلنا بما ذكَرتم سلِمت تلك العمومات عن هذا التخصيص ، الا انه وجَب حَمْل لفظ الاب على المجاز.

رہی قولِ ثانی والوں کی دوسری حجت[2] [کہ باپ کے ساتھ سختی جائز نہیں اور حضرتِ ابراہیم علیه الصلوٰة والتسليم آزر کے ساتھ سختی سے پیش آئے معلوم ہوا وہ باپ نہ تھا]

و ان اجرينا لفظ الاب على

حقیقته لزِمنا القول بادخال التخصیص فی تلک العمومات ، لکنا بیّنا فی اصول الفقه انه مهما وقَع التعارض بین المجاز و بین التخصیص کان الزام التخصیص اولیٰ.

مختصراً [اسرار التنزیل ص۱۲۴]

اگر ہم یہ مان لیں تو وہ عمومات [جن میں باپ کے ساتھ سختی کی ممانعت ہے] اس تخصیص سے سالم رہیں گے ، مگر کلمۂ ''اَبُ'' کو مجاز پر محمول کرنا پڑے گا۔

اور حقیقت پر رکھیں تو اُن عمومات میں تخصیص ماننا پڑے گی۔

اور اصولِ فقہ میں ہم نے بیان کیا ہے کہ مجاز و تخصیص میں تعارض ہو تو تخصیص ماننا اولیٰ ہے۔

عمومات :-

قوله ﴿وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ [۱۷/۲۳] هذا عام فی الکافر و المسلم.

و قال ﴿لاَ تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَاتَنْهَرْهُمَا ﴾ [۱۷/۲۳] و هذا ایضاً عام. [اسرار التنزیل ص۱۲۳]

﴿اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو﴾ یہ عام ہے ، باپ کافر ہو یا مسلمان دونوں کو شامل ہے۔

اور فرمایا ﴿تو اُن سے ہوں (اُف تک) نہ کہنا اور اُنہیں نہ جھڑکنا﴾ یہ بھی کافر و مسلم دونوں کو عام ہے۔

تخصیص :- یعنی باپ کے ساتھ سختی سے پیش آنے کی ممانعت خاص ایسے باپ کے لیے ہو جو کفر پر اصرار نہ کرے۔ تفسیرِ کبیر میں ہے

اما قوله التغلیط مع الاب لایلیق بابراهیم علیه السلام. قلنا لعله اصرّ علی کفره ، فلاجل

شیعہ نے جو کہا [آزر باپ نہ تھا ، ورنہ] باپ کے ساتھ سختی سے پیش آنا حضرتِ ابراہیم علیه الصلوٰة و السلام کے شایاں نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے

الاصرار استحق ذلک التغلیط.	کہ ہوسکتا ہے باپ نے کفر پر اصرار کیا ہو ،
[تفسیر کبیر ۱۳/۴۲]	اس اصرار کے سبب وہ سختی کا حقدار ہوا ہو۔

تخصیص اولیٰ :- یعنی ...... آزر کو آیتِ کریمہ کے ظاہرِ معنی سے باپ ٹھہرائیں ، اور سختی سے ممانعت کے عمومات کو اصرار و سرکشی نہ کرنے والے باپ کے ساتھ مخصوص ٹھہرائیں ، اور اصرار و سرکشی والوں کو اُن عمومات سے مستثنیٰ مانیں ...... یہ اولیٰ ہے۔

تعارض:- یہ یوں ہے کہ دونوں جگہ احتمال ہے اور دلیل نہیں۔

عمومات میں **تخصیص** کا احتمال ہے ، یعنی یہ کہ اصرار نہ کرنے والوں کے ساتھ خاص ہوں۔ مگر اس پر دلیل نہیں۔

یونہی لابیہ میں **مجاز** کا احتمال ہے ، یعنی یہ کہ اس سے چچا مراد ہو ، جیسا عرب کا محاورہ تھا کہ چچا کو باپ کہتے تھے ، اُسی محاورے پر یہ کلمہ ہو ، یہ احتمال ہے ، مگر اس پر دلیل نہیں ہے جو بتائے کہ اُسی محاورے پر یہ کلمہ ہے۔

جواب

اولاً :- یہ اعتراض اُس حجتِ ثالثه سے **مدفوع** ہے جو اسرار التنزیل میں آزر کے چچا ہونے پر امام رازی نے پیش کی۔ کیونکہ حجتِ ثالثه واقعہ کا بیان ہے ، لہٰذا وہ اَبُ سے مجاز [یعنی چچا] مراد ہونے پر دلیل ہے۔ چنانچہ دیکھیے

الحجة الثالثة ان آزر ما کان والد ابراهیم	**حجتِ ثالثه** :- آزر باپ نہ تھا کتبِ

، انہ جاء فی کتب التاریخ ان اسم والد ابراھیم کان **تارَخ** ، و اما آزر فھو عم ابراھیم. [اسرار التنزیل ص۱۲۳ ، ۱۲۴]

تاریخ میں ہے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے والد کا نام **تارَخ** ہے ، رہا آزر تو وہ چچا ہے۔

اور اس حجتِ ثالثہ کی اکابر علماء کی طرف سے تائید وتشید دیکھیے !

صاحبِ مواھب نے کلامِ اسرار التنزیل ان الفاظ میں نقل کیا

قال الامام فخر الدین الرازی فی کتابہ اسرار التنزیل ما نصہ: قیل ان آزر لم یکن والد ابراھیم ، بل کان عمہ ، و احتجوا علیہ بوجوہ. الخ

[مواھب مع شرحِ زرقانی ۱/۳۲۶]

امام فخر الدین رازی اپنی کتاب اسرار التنزیل میں کہتے ہیں: کہا گیا : آزر باپ نہ تھا ، حضرتِ خلیلِ جلیل علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا چچا تھا۔ اور اس قول کے قائلین نے چند حجتیں پیش کیں الخ

پھر اس پر یہ اعتراض کیا کہ ...... ”امام ازی نے ظاہرِ آیت سے بلا دلیل عدول کر کے آزر کو چچا کہہ دیا “...... اس کا علامہ زرقانی نے جواب دیا

(اما قولہ انہ کان عمہ) و فیہ انہ لم یقُلہ ، بل نقَلہ ، و ھو امام ثَبْتٌ حجۃ فی النَقْل ، ثم قد وجد عن السَلَف (فعدول عن الظاھر بغیر دلیل) بل دلیلہ کالشمس فقد صرح الشھاب الھیثمی

امام رازی نے کہا نہیں ، بلکہ نقل کیا ہے ، اور نقل میں وہ معتمد امامِ حجت ہیں ، پھر جو اُنہوں نے نقل کیا وہ سلف سے پایا بھی گیا۔ اور اُنہوں نے بلا دلیل عدول کہاں کیا؟..... عدول کی دلیل تو سورج کی طرح روشن ہے۔ چنانچہ امام **ابنِ حجر** ھیثمی نے تصریح فرمائی کہ

...... ” یہود و نصاریٰ اور مؤرخین سب اس پر

بــان اهــل الـكـتــابـيـن و التاریخ اجمعوا علی انه لم یکن ابـاه حـقیقةً و انما کان عمه ، و الـعَـرَب تسـمِّـی الـعم اَباً ، کما جـزَم بـه الفخر ، بل فی القرآن ذلک قــال تــعــالـیٰ ﴿وَ اِلٰـهَ اٰبَـآئِکَ اِبْـرٰهِیْـمَ وَ اِسْـمٰعِیْلَ ﴾ [۲/۱۳۳] مع انه عم یعقوب.

بـل لـو لـم یُـجمِعوا علی ذلک وجَـب تأویله بهذا جَمْعاً بین الاحادیث.

قـــال : و امـــا مــن اخَــذ بظاهره کالبیضاوی و غیره فقد استروح و تساهل. انتهی.

و قال فی الدَرَج المُنِیفة : الارجــح ان آزر عــم ابـراهیـم کما قال الرازی ، لا ابوه ، و قد

متفق ہیں کہ آزر حقیقت میں باپ نہ تھا وہ تو چچا تھا۔ چچا کو باپ کہنا عرب کا محاورہ تھا ، جیسا کہ **امام رازی** نے اس پر **جزم**[؎] کیا۔

بلکہ یہ محاورہ قـرآنِ کـریم میں موجود ہے فرزندانِ یعقوب علیھم الصلوٰۃ و السلام نے اپنے والدِ کریم سے عرض کی ﴿جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے والدوں ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کا﴾ حالانکہ سیدنا اسمٰعیل حضرتِ یعقوب کے چچا ہیں۔

علیھم الصلوٰۃ و السلام

بلکہ وہ اجماع و اتفاق نہ ہوتا جب بھی لِاَبِیْهِ [۶/۷۴] کو ظاہر سے پھیر کر چچا کے معنی میں لینا ضرور تھا تا کہ **احادیث** میں **تعارض نہ** پڑے۔

رہا جس نے ظاہر معنی لیا جیسے بیضاوی وغیرہ تو آسانی دیکھ کر عنانِ قلم کو ڈھیل دے دی ہے۔ ''......

اور دَرَجِ مُنِیْفَه میں **امام سیوطی** نے فرمایا ......'' زیادہ راجح یہ ہے کہ آزر **چچا** ہے جیسا کہ

؎ لان تسمية العَمّ بالاب مشهور فی اللغة العربية. [اسرار التنزیل ص۱۲۴]

چچا کو باپ کہنا عربی زبان میں شائع ذائع ہے۔

سبَقـه الی ذلک جماعة من السلف ، فـروينا بالاسانيد عن ابـن عبـاس و مـجاهـد و ابـن جريح و السدیّ قالوا ليس آزر ابا ابراهيم ، انما هو ابراهيم بن تـارَخ ، و وقَـفت عـلى اَثَر فى تاريخ ابن المنذر صرح فيه بانه عمه. انتهى.

[زرقانی ۱/۳۳۰ ، ۳۳۱]

امام رازی نے **کہا** ، باپ نہیں ہے ، امام رازی سے پہلے ایک جماعتِ سلف نے یہی کہا ہے۔ چنانچہ حضرتِ ابـن عباس مـجاهد ابنِ جـريح اورسدی سے بالاسناد ہم نے روایت کی کہ ــــ'' اُن حضرات نے فرمایا آزر باپ نہیں ، حضرتِ **ابراہیم** عـلیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے **والد** تو **تارَخ** ہیں ''ــــ

اور تاریخ ابنِ منذر میں ایک اثر پر میں مطلع ہوا جس میں تصریح ہے کہ آزر چچا ہے ''......

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

ــــ'' حدیث اِنَّ اَبِیْ وَ اَبَاکَ میں باپ سے ابوطالب مرادلینا طریقِ واضح ہے۔

قال تعالیٰ

قَـالُـوْا نَـعْبُـدُ اِلٰهَکَ وَ اِلٰـهَ اٰبَـآئِکَ بولے ہم پوجیں گے اُسے جو خدا ہے آپ کا اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ [۲/۱۳۳] اورآپ کے والدوں ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا

علماء نے اسی پر لِاَبِیْهِ اٰزَرَ کوحمل فرمایا۔ اہلِ تواریخ و اہلِ کتابَیْن [یہودونصاریٰ] کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدخلیل علیہ السلام الجلیل کاچچا تھا۔ ''ــــ

[شمول الاسلام ص۲۰ ، ۲۱ ـ فتاوی رضویه مترجم ۳۰/۲۸۴]

اب سنیے! اعتراض میں یہی تھا کہ مجاز وتخصیص میں تعارض ہو تو تخصیص کو امام رازی نے اولیٰ بتایا۔ مگر جب یہود ونصاریٰ اورمؤرخین کا **اتفاق** ہے ، اور

روایات میں بھی وارد ہے کہ آزر **چچا** ہے ، اور احادیث میں **رفعِ تعارض** کی حاجت بھی ہے تو یہ لِاَبِیْہِ میں مجاز مراد ہونے کے لیے دلیل وقرینہ ہے جسے علامہ زرقانی نے فرمایا کہ

امام رازی نے ظاہرِ معنی سے بلا دلیل عدول نہیں کیا ، بلکہ
سورج کی طرح روشن دلیل سے عدول کیا ہے۔

الغرض احتمالِ **مجاز** پر **دلیل** ہے ، جبکہ احتمالِ تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ، تو ترجیح مجاز کو ہوئی ، اور **مجاز** ماننا ..... یعنی اَبْ سے چچا مراد لینا ..... **اولیٰ** ہوا۔

یہ ہے کلامِ رازی کا **راز** کہ

امام رازی نے حجتِ ثالثه پر کوئی اعتراض نہ کر کے اشارہ کیا کہ اُن کا و اعلم الخ سے کیا ہوا اعتراض حجتِ ثالثه سے مندفع ہے ، اور ان کے **نزدیک مقبول** یہ ہے کہ **آزر چچا** ہے ، اور آیت [۲۶/۲۱۹] اور روایتِ ابونعیم میں کلمۂ السٰجدین و الطاھرین اپنے ظاہر عموم و استغراق پر ہے ، اور یہ **آیت** مع تائیدِ **روایت** ..... **بلا استثناء** ..... **حضورِ انور** صلی اللہ تعالیٰ علیه و علیٰ آله و اصوله و فروعه و سلم کے **تمام** آباء واجداد حضرتِ **آدم** علیه الصلوٰة و السلام تک ..... جن میں **خلیل جلیل** علیه الصلوٰة و التسلیم کے **والد تارَخ** بھی ہیں .... سب کے **مومن و ناجی** ہونے کی **دلیل** ہے۔

اور یہ ہے کلامِ رازی کی وہ **گہرائی** جس سے

(۱) امامِ جلیل سیوطی امام ابنِ حجر مکی علامہ محمد زرقانی جیسے اکابر علماء و محدثین نے آزر کو چچا ٹھہرانا اور چچا کو باپ کہنے کے محاورۂ عرب پر جزم کرنا امام

رازی کی طرف منسوب کیا۔ جو سابق [ص۲۰ تا ۲۲] میں گذرا ، کہ

الارجح ان آزر عم ابراھیم کما قال الرازی.	زیادہ راجح یہ ہے کہ آزر **چچا** ہے جیسا کہ امام رازی نے **کہا**۔
و العَرَب تسمِّی العم اَباً ، کما جزَم به الفخر.	عرب میں چچا کو باپ کہتے ہیں ، یہ عرب کا **محاورہ** ہے ، جیسا کہ امام رازی نے اس پر **جزم** کیا۔

(۲) اور حجتِ اولیٰ میں امام رازی کا جو بیان وکلام ہے

...... یعنی اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن اوردیگر **تمام آباء** کا مومن وناجی ہونا

آیت و روایت سے ثابت ہونا ......

اسے امامِ جلیل سیوطی اور علامہ محمد زرقانی نے امام رازی کا **مقبول** مانا ، اور اس کلام کی **تائید** و**تشئید** فرمائی ، چنانچہ علامہ محمد زرقانی نے کہا

قال السیوطی: و قد وجدت لکلام الرازی ادلة قویة.	امام سیوطی فرماتے ہیں : میں نے **کلامِ رازی** کی **تائید** میں **قوی دلیلیں** پائیں۔

(۳) نیز ان جیسے اکابر واسلاف کے کلمات کی خدمت اور اُن کے ادب سے اُن کی برکات جنہوں نے پائی یعنی **امام اہلسنّت** انہوں نے حجتِ اولیٰ کے کلام کو امام رازی کا **مقبول** کلام مان کر اسے دلیل میں پیش کیا۔ یہ آغازِ کتاب میں گذرا۔

ثانیاً:- آزر بقولِ اول ظاھرِ آیت لِاَبِیْہِ سے باپ سہی تو ظاہرِ آیت کی دلیل سے آزر السٰجدین اور الطاھرین سے مستثنیٰ ٹھہرے گا۔

باقی **اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن** کے **مومن** و **ناجی** ہونے کی **آیت** السٰجدین مع **روایت** الطاھرین کو **دلیل** ٹھہرانے پر یہ **اعتراض وارد نہیں**۔ کیونکہ

اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن کےخلاف نہ کوئی ایسی آیت ہے جیسی آزر کے لیے ہے ، اور نہ کوئی صریح حدیثِ صحیح ہے

—" ایک حدیث بھی صحیح وصریح نہیں ، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں ، اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں۔ "— [فتاوی رضویہ مترجم ۲۹۰/۳۰]

یونہی دیگر آبائے کرام کے خلاف بھی ایسی کوئی آیت و روایت نہیں ، تو **امام رازی** کے **نزدیک** آیت السّٰجدین بہ تائیدِ روایت الطاهرین اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن نیز اور بھی **آبائے کرام** کے **اسلام** و **نجات** پر **دلیلِ مقبول** ہوئی۔

امامِ جلیل **سیوطی** نے جہاں کلامِ امام رازی کی تائید وتشید میں قوی دلیلیں کتاب و سنت سے پیش کیں وہاں آخر میں فرمایا جسے علامہ زرقانی نے نقل کیا کہ

فتلخّصَ من مجموع ما سُقناه ان اجداده من آدم الی کعب و ولده مِرّة مصرح بایمانهم ، الا آزر ، فانه مختلف فیه ، فان کان والد ابراهیم فانه یستثنی.	ہمارے اس تمام بیان کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّم کے آبائے کرام حضرتِ آدم علیه الصلوٰة والسلام سے کعب اوران کے بیٹے مِرّہ تک ان سب کے مومن ہونے کی [کتاب و سنت] میں تصریح ہے ، سوائے آزر کے، آزر کے بارے میں اختلاف ہے ، وہ اگر باپ ہے تو **مستثنیٰ** ہے۔

پھر فرمایا

و ان کان عمه کما هو احد القولین فهو خارج عن الاجداد	اور اگر چچا ہے جیسا کہ یہی دو قولوں میں سے ایک قول ہے تو سلسلۂ آباء سے خارج ہے ،

و سلِمت سلسلة النسب.

و بقِي بين مِرّة و عبد المطّلب اربعة، لم اظفَر فيهم بنقل، و عبد المطلب فيه خلاف، حكاه السهيلي عن المسعودي، و الاشبه فيه انه لم تبلُغه الدعوة، و الى هذا اشار الحافظ شمس الدين ابن ناصر الدمشقي، فقال

تنقّل احمد نوراً عظيما
تلألأ في جِباهِ الساجدينَ
تنقّل فيهم قَرناً فقرنا
الى ان جاء خَبرَ المرسلينا.

اور سلسلۂ نسب محفوظ ہے۔

مرہ اور عبدالمطّلب کے بیچ چار پشتیں رہ گئیں جن کے بارے میں [صریح] نقل مجھے نہیں ملی۔ اور عبدالمطّلب کے بارے میں ایک خلاف ہے جسے سہیلی نے مسعودی سے روایت کیا، اور اَشْبَہ یہ ہے کہ عبدالمطّلب کو دعوت نہیں پہنچی۔ [تو وہ اہلِ فترت میں سے ہیں جن پر عذاب نہیں بلکہ نجات پائیں گے جنت میں جائیں گے] اور اسی کی طرف حافظ شمس الدین ابن ناصر دمشقی نے اشارہ کیا کہ

احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ایک نورِ عظیم ہوکر منتقل ہوتے رہے، اپنے ایمان والے باپ داداؤں کی پیشانیوں میں چمکا کیے، اُن میں ایک کے بعد ایک میں منتقل ہوئے، یہاں تک کہ

ـــ یہ امام سیوطی کا فرمانا روایۃً ہے۔ رہا درایۃً تو وہ ہے جو امام اہلسنّت نے امام سیوطی ہی سے پہلی دلیل میں فرمایا کہ

ـــ "واجب ہوا کہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے آباء وامہات **ہر قرن** اور طبقہ میں بندگانِ صالح ومقبول سے ہوں" ـــ مختصراً [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰/۲۶۹]

نیز پانچویں دلیل [۳۰/۲۷۶] میں خاص حضرتِ عبد المطّلب کا مسلمان اور اہلِ جنت سے ہونا ثابت فرمایا۔

انتھی کلامہ فی سبل النجاۃ.	رسولوں کی بشارت ہوکر جلوہ گر ہوئے۔
[شرح زرقانی ۱/۳۲۹]	یہ ہے امام سیوطی کا کلام ''سبل النجاۃ'' میں۔

انتباہ:- یہ پھر امام سیوطی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ استغراق کو قبول کررہے ہیں ، یوں کہ آزر ان کے نزدیک چچا ہے ، اور آبائے کرام بلا استثناء سب کے سب مومن وناجی ہیں۔

ثالثاً :- تفسیرِ آیت سے قائلینِ عَمِّیت کے استدلال بہ حجتِ اولیٰ کے ضمن میں ایک دلیل امام رازی نے خود دی جسے امام اہلسنّت نے دوسری دلیل کے مقام پر رکھا ، اور اس کے آخر میں فرمایا

یہ دلیل امامِ اجل فخر المتکلمین علامۃ الوریٰ فخر الدین رازی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے افادہ فرمائی۔ [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰/۲۷۰]

وہ یہ ہے

مما یدل علی ان آباء محمد علیہ السلام ما کان من المشرکین قولہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم ((ما ازال انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات)).	**حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کے آبائے کرام کفر وشرک سے پاک تھے اس پر دلیل یہ ارشادِ حضور ہے کہ ــــ'' میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔
و قال تعالیٰ ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ﴾ [۹/۲۸]	اور اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ کافر تو ناپاک ہی ہیں ﴾ تو ضرور ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ

فوجب ان لا یکون **احد** من علیه وسلم.

[اسرار التنزیل ص۱۲۳]

سَلَّم کے **آبائے** کرام طاہرین و **اُمّہاتِ** کرام طاہرات **سب** اہلِ ایمان و توحید ہوں "۔ [فتاوی رضویہ مترجم ۲۷۰/۳۰]

۔" کہ بہ نَصِّ قرآنِ عظیم کسی کافرو کافرہ کے لیے طہارت سے حصہ نہیں[1] "۔

مختصراً [فتاوی رضویہ مترجم ۲۷۰/۳۰]

یہ ہے امام رازی کا مسلک کہ آیت اِنَّمَا [۲۸/۹] مع روایتِ الطاہرین سے **تمام آباء** کا **مومن** و **ناجی** ہونا ثابت ، اور آزر سلسلۂ آباء سے خارج ، چچا کی صف میں داخل۔

علامہ زرقانی نے اس کی یہ تائید فرمائی کہ

و قد ارتضیٰ ذلک العلامة المحقق السَّنُوسی و التِّلِمُسانی محشی الشفاء ، فقالا : لم یتقدم لوالدیه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلم شرک و کانا مسلمین ، لانه علیه الصلوٰة و السلام انتقل من الاصلاب الکریمة الی الارحام الطاهرة ، و لا یکون ذلک الا مع

علامہ محقق سَنُوسی اور علامہ تلمسانی جو شفاء شریف کے محشی ہیں انہوں نے اس مسلک کو پسند کیا ، فرماتے ہیں ..." اَبَوَیْنِ کَرِیْمَیْن پہلے بھی شرک سے پاک تھے اور مسلمان تھے اس لیے کہ حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم کرم والی پشتوں سے طہارت والے شکموں میں منتقل ہوئے ہیں ، اور یہ کرم وطہارت بغیر **توحید** کے نہیں ہوگا۔

---

[1] آیتِ کریمہ میں اِنَّمَا فرمایا یعنی کافر میں صرف ناپاکی ہے ، ناپاکی کے سوا پاکی کچھ بھی نہیں۔ اسی کو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا بہ نَصِّ الخ

الایمان باللّٰہ تعالیٰ ، و ما نقله المؤرخون قلة حیاء و ادب.

و هذا لازم فی جمیع الآباء ، و الا لزم المحذور. مختصراً

[شرح زرقانی ۱/۳۲۷]

اور وہ جو [اس کے خلاف] مؤرخین نے نقل کیا قلّتِ حیاء اور قلّتِ ادب ہے "......

[پھر علامہ زرقانی نے فرمایا] تمام آبائے کرام کے لیے ایمان و توحید ماننا ضرور ہے ، ورنہ حدیث لم ازل الخ کا خلاف ہوگا۔

رہا اس روایت پر قائلینِ قولِ اول کی طرف سے جو اعتراض ہے کہ

و اما الحدیث فهو خبر واحد فلا یعارض القرآن. [تفسیر کبیر ۲۴/۱۷۴]

رہی روایتِ الطاھرین تو وہ خبرِ واحد ہے لہذا قرآن کے معارض نہ ہوگی۔

یعنی لابیه کو ظاہرِ معنی [باپ] سے نہیں پھیر سکے گی۔

تو یہ اعتراض شیعہ کو مضر ہے ، کیونکہ اُنہیں دعویٔ قطع و اجماع ہے۔

ہمیں مضر نہیں کہ ہم قطعی اجماعی کے قائل نہیں۔

رہے امام رازی وغیرہ ہمارے وہ اسلافِ اہلسنّت جو اس روایت سے استناد کرتے ہیں تو یہ اعتراض اُن کے نزدیک حسبِ سابق حجتِ ثالثہ سے مندفع ہے ، کہ ظاہرِ معنی سے عدول ہم اس روایت سے نہیں کر رہے ، بلکہ یہود و نصاریٰ و مؤرخین کے اُس اتفاق اور ایک جماعتِ سَلَف کے اس قول سے کر رہے ہیں کہ آزر باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا ، نیز احادیث میں رفعِ تعارض کی حاجت سے کر رہے ہیں ، جیسا کہ علامہ زرقانی نے بالتفصیل بیان فرمایا ، [جو ص۲۰ تا ۲۲ میں گذرا]

اور دقیقہ دیکھو!

تفسیرِ کبیر میں شیعہ کا مذہب اُن کی دو دلیلوں کے ساتھ لکھ کر فرمایا

اما اصحابنا فقد زعموا ان والد رسول اللّٰہ کان کافرا ، و ذکروا ان نص الکتاب فی ھذہ الآیۃ

ہمارے علماء نے **زعم** کیا کہ اللّٰہ کے رسول [حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام] کا باپ کافر تھا۔ اور بیان کیا کہ نصِ قرآنی اس آیت

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ أَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [۶/۷۴ پ ۷]

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ [کنز الایمان]

یدل علی ان آزر کان کافرا و کان والد ابراھیم علیہ السلام.

[تفسیر کبیر ۱۳/۴۲]

میں دلالت کرتی ہے کہ آزر کافر تھا ،اور سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا باپ تھا۔

دیکھو! آزر کے بارے میں باپ ہونے کے عندیہ کو **زعم** سے تعبیر کررہے ہیں ، جس کا متبادِر معنی یہ ہے کہ یہ عندیہ مذموم ہے یا لااَقلّ مشکوک وغیر یقینی ہے۔

چنانچہ صاحبِ قاموس المحیط جنہیں امام اہلسنّت نے فرمایا

—" امام مجد الدین فیروزآبادی صاحبِ قاموس " — [فتاوی رضویه مترجم ۳۰/۳۸۰]

وہ فرماتے ہیں

الزُعْمُ مثلّثۃً القولُ الحقُّ و الباطلُ ، و اکثر ما یقال فیما یُشکّ فیہ.

زعم [زاء پر تینوں حرکتوں کے ساتھ۔ اس] کا معنی ہے: کہنا حق بات یا باطل بات۔ اور اکثر زعم وہاں بولا جاتا ہے جہاں بات مشکوک ہو۔

صاحبِ تاج العروس علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے شرح میں فرمایا

و لا يتحقق. قاله شَمِرٌ . قال ابن خالوية : الزعم يستعمل فيما يذم. كقوله تعالىٰ ﴿زَعَمَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ يُّبۡعَثُوۡا﴾ [تاج العروس ۳۱۶/۱۶]	شَمِر نے کہا: جو بات ناثابت ہو۔ ابنِ خالَوَیْہ کہتے ہیں: زَعَم مذموم بات میں بولا جاتا ہے۔ جیسے ﴿کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اُٹھائے جائیں گے﴾ [کنز الایمان ۷/۶۴ پ ۲۸]

تو عندیۂ اَبوِیَّت امام رازی کے نزدیک لااَقلّ غیر یقینی بات ہے۔

یہ ہیں کلامِ امام رازی کے دقائق جو اشارہ کررہے ہیں کہ **مسلک امام رازی** کا یہ ہے کہ آزر چچا تھا ، اور اللّٰہ کے پیارے حبیب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم کے **تمام آبائے** کرام بلا استثناء سب کے سب اہلِ توحید اہلِ ایمان اہلِ نجات ہیں۔ اعتراض جو کچھ ہے وہ **قطع** و **اجماع** پر ہے جس کے قائل و مدعی شیعہ ہیں۔

اور یہ ہیں کلامِ رازی کے لطائف جو شاہد ہیں کہ علامہ قسطلانی علامہ زرقانی اور امام اہلسنّت وغیرہ اعاظمِ علماء یونہی اس مسلک کو اُن کی طرف منسوب نہیں کررہے ہیں۔

بلکہ وہ کلامِ رازی کے دقیقہ شناس ہیں اس لیے اس مسلک کا امام رازی کی طرف انتساب اور اُن کی ''اسرار التنزیل'' سے استناد کررہے ہیں

کہ اسرار التنزیل میں امام رازی کا کلام **نہ** شیعہ وروافض سے ہے ، **نہ** اُن پر اعتماد سے ہے ، بلکہ **روایت** اور **قرآن بجمیع وجوہ حجت** پر اعتماد سے ہے۔ جس سے امام رازی کے **نزدیک** آزر کا سلسلۂ آباء سے **خارج** ہونا اور **تمام آبائے کرام** کا مومن وناجی ہونا ثابت ہے۔

صاحبِ مواھبِ لدنیہ نے نقل کیا تھا

و نقل ابو حیان فی البحر عند تفسیر قولہ تعالیٰ ﴿وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ﴾ ان الرافضۃ ھم القائلون ان آباء النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم کانوا مومنین مستدلین بقولہ تعالیٰ ﴿و تقلبک فی السجدین﴾ وبقولہ علیہ الصلوٰۃ و السلام ((لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ من اَصلاب الطاھرین)). انتھی.

[مواھبِ لدنیہ ۱/۳۲۷]

ابو حَیّان [م ۷۴۵ھ] نے ''البحر المحیط '' میں آیتِ کریمہ و تقلبک الآیۃ کی تفسیر میں نقل کیا کہ رافضی ہی اس کے قائل ہیں کہ **نبی** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم کے آبائے کرام مومن تھے ، اوراس پر اس آیت سے دلیل لاتے ہیں ، نیز اس حدیثِ پاک سے کہ حضورِ انور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم فرماتے ہیں ((میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں میں منتقل ہوتا رہا))

اس پر امام ابنِ حجر مکی نے سخت رد فرمایا جسے علامہ زرقانی نے غالبًا معنیً پیش کیا کہ

ھذا الحصر باطل. کیف و الائمۃ الاشاعرۃ من الشافعیۃ و غیرھم علی ما مر التصریح بہ فی نجاۃ سائر آبائہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم.

فلو کنت ذا اِلمام بذلک لَمَا حصرت نَقْلہ عن الرافضۃ و زعَمت انھم المستدلون

صرف رافضیوں کو اس کا قائل بتانا عجب باطل بات ہے۔ **ائمۂ اشاعرہ شافعیہ** وغیرہ **حضور سیدِ عالَم** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم کے **تمام** آبائے کرام کو **اہلِ نجات** مانتے ہیں۔

ابوحیان! اگر تم نے ان حضرات کے کلمات پر سرسری نظر بھی ڈالی ہوتی تو اسے صرف رافضیوں کا قول نہیں بتاتے ، اور یہ زعم نہیں کرتے کہ رافضی ہی اس آیت و حدیث سے

بالآیة و الحدیث.	دلیل لاتے ہیں۔
و ھذا الفخر من اکابر ائمة اھل السنة قد استدل بھما و نقل ذلک عن غیرہ. مختصراً	یہ **فخر الدین رازی** ہیں اکابر ائمۂ اہلسنّت میں سے ، یہ [''اسرار التنزیل''میں] اس آیت و حدیث سے استدلال کررہے ہیں ، اور اپنے اگلے علماء سے بھی اسے نقل کررہے ہیں الخ

پھر علامہ زرقانی نے فرمایا

و قد وافقہ علی الاستدلال بالآیة لھذا المعنی الماوردی من ائمة الشافعیة ، و ناھیکَ بھما. [شرحِ زرقانی ۱/۳۳۳]	آیت کے اس معنی [منتقلیِ نورِپاک الخ] سے استدلال میں امام ماوردی [م ۴۵۰ھ] جو ائمۂ شافعیہ میں سے ہیں امام رازی کےساتھ ہیں ، اور یہ دوعلم کے پہاڑ تمہارے لیے کم نہیں ہیں۔

یہ علامہ زرقانی امام رازی کو ایمان ونجاتِ جمیع آباء کا قائل اور آیت السّٰجدین [۲۶/۲۱۹] و حدیثِ بالا [لم ازل الخ] سے مستدل یونہی نہیں ٹھہرارہے ہیں ، اور اسلاف کے سچے متبع اور سچے ترجمان امام اہلسنّت سیدی شاہ **احمد رضا** حضرت امامِ اَجَلّ علامۃ الوریٰ فخر الدین **رازی** کے **کلام** و **دلیل** کو سند کے مقام پر یونہی نہیں پیش کررہے ہیں۔

ان بزرگوں کے مدارک تک اوروں کے دستِ ادراک کی نارسائی حیرت کی بات نہیں ، مگر اپنی بھلائی اس میں ہے کہ آدمی حدِّ ادب پر رہے ، اہلِ باطل کی ریس نہ کرے۔

طبیبِ روحانی سیدنا امام محمد غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِیْ فرماتے اور ناصحانہ

کلام تحریر میں لاتے ہیں کہ

والبُلْـه مِـن العَـوامّ بـمَعزِل عن فَـضِيـحة هـذه الـمَهْـواة ، فليس في سَـجِيَّتهم حُبّ التكايُس بالتشبُّه بذَوِي الـضــــلالات ، فـالبَـلاهة ادنـىٰ الـى الـخَـلاص مـن فَـطـانةٍ بَتْراءَ ، والعَمٰى أقرب الى السَلامة من بَصيرة حَوْلَاءَ.

[اقتباس دیباچہ تهافت الفلاسفة ،

تعاقبِ فلاسفه ص۷۶]

ناسمجھ عوام اس رسوائی کی کھائی سے محفوظ و مامون ہیں ، کیونکہ اُنہیں گمراہوں کی ریس کرکے چالاک بننے کا شوق نہیں۔ تو ناسمجھی ادھ کٹی سمجھ سے اچھی ، اور نابینائی بھینگی نظر سے بھلی ، کہ ناسمجھ نابینا اپنے دانا بینا اسلاف پر اعتماد کر کے اُن کا دامن تھام کر پار ہو جائے گا۔

اللہ پاک اپنے نیک بندوں کا ادب دے ادب پر رکھے اور اُنہی کا طفیلی رکھ کر دنیا سے اٹھائے۔ اٰمیـن یـا ارحم الرحمین بجاه طٰه و یٰس صلی اللّٰه تعالیٰ و بارک و سلم علیه و علی اٰله و اصحابهٖ و اصولهٖ و فروعهٖ و حِزْبهٖ و ابنه الکریم اجمعین و الحمد لِلّٰه رب العٰلمین. فقط

فقیر محمد کوثر حسن قادری رضوی غفرلہ

۹؍ ربیع النور ۱۴۴۵ھ روزِ ایمان افروز دوشنبہ مبارکہ ۲۵؍ ستمبر ۲۰۲۳ء
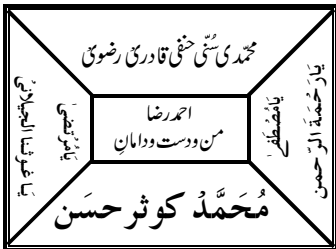
”اسرار التنزیل“

کے متعلقہ صفحات

کا

عکس

ظن الحمقى من القوم انها هي المعبود الوجه السادس لعل القوم كانوا
من المجسمة او من الحلولية فاعتقدوا جواز حلول الله في بعض هذه الاجسام
على هذا التاويل فهذه هي الوجوه التي يمكن حمل مذهب عبدة الاوثان
عليها واذا عرفت هاتين المقدمتين فلنرجع الى تفسير الاية اما قوله
تعالى واذ قال ابرهيم لابيه آزر ففيه المسئلتان المسئلة الاولى
في آزر قولان الاول انه والد ابرهيم عليه السلام ولهم في ذلك
دلايل الحجة الاولى ظاهر لفظ القران في هذه الآية يدل على ذلك
ثم ان ظاهر هذه الاية متاكدة بايات اخرى منها قوله تعالى في سورة
مريم اذ قال لابيه يا ابت لم تعبد الآية وقال ايضا وما كان استغفار
ابرهيم لابيه الآية وكل هذه الآية يدل على ان آباء ابرهيم كان كافرا
عابد الوثن الحجة الثانية ان العرب سمعوا هذه الآية وكانوا احرص
الناس على تكذيب الرسول واعظم الناس رغبة في براءة شجرة النسب
عن كل عيب فلو كان آزر لم يكن والد ابرهيم لتسارعوا الى تكذيبه
ولاتخذوا ذلك غنيمة عظيمة في الطعن فيه الحجة الثالثة ان الله
تعالى ذكر قصة ابرهيم مع ابيه في آيات كثيرة ولم يذكر اسم العم في
القران فيتعذر حمل لفظ الاب في هذه الآية على العم والقول الثاني
ان آزر لم يكن والد ابرهيم بل كان عمه واحتجوا الحجج الحجة الاولى ان آباء
الانبياء ما كانوا كفارا ويدل عليه وجوه منها قوله تعالى الذي
يريك حين تقوم وتقلبك في الساجدين قيل كان معناه انه ينتقل
روحه من ساجد الى ساجد وبهذا التفسير فالاية دالة على ان
جميع آباء محمد عليه السلام كانوا مسلمين وحينئذ يجب القطع

بان والد ابرهیم علیه السلام ماکان من الکافرین اقصی ما فی الباب
ان یحمل قوله وتقلبك فی الساجدین علی وجوه اخری احدها انه لما
نسخ فرض قیام اللیل طاف الرسول علیه السلام تلك اللیلة علی البیوت
لینظر ماذا یصنعون لشدة حرصه علی ما یظهر منهم من الطاعات
فوجدها کبیوت الزنابیر لکثرة ما یسمع من دندنتهم بذکر الله فالمراد
من قوله تعالی وتقلبك فی الساجدین طوفه صلوات الله علیه
علی الساجدین فی تلك اللیلة ومنها ان المراد وریك حین یقوم
للصلوة بالناس جماعة وتقلبك فی الساجدین کانه فیما بینهم
بقیامه ورکوعه وسجوده لانه کان اماما لهم ومنها انه لا یخفی
علی الله حالك کلما قمت وتقلبت مع الساجدین فی الاشتغال
بامور الدنیا ومنها المراد تقلب بصره فیمن یصلی خلفه فی قوله اتموا
الرکوع والسجود فانی اریکم من خلفی فهذه الوجوه الاربعة وان کانت
الایة محتملة لها الا ان الوجه الذی ذکرنا الان ایضا محتمل واذا
الروایات وردت بالکل ولا منافاة بین هذه الوجوه فوجب حمل الایة
علی الکل ومتی صح ذلك ثبت ان والد ابرهیم ماکان من عبدة الاوثان
ومما یدل علی ان اباء محمد علیه السلام ماکان من المشرکین قوله صلی الله علیه
مازال انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات وقال تعالی
انما المشرکون نجس فوجب ان لا یکون احد من اجداده مشرکا
صلی الله علیه وسلم الحجة الثانیة علی ان آزر لم یکن والد ابرهیم
ان هذه الایة دالة علی ان ابرهیم علیه السلام شافه آزر بالغلظ
ومشافهة الاب بالغلظة لا یجوز فدل علی ان آزر ما کان والد ابرهیم

انما قلنا ان ابرهيم شافه آزر بالغلظة لوجهين الاول انه قوى
واذ قال ابرهيم لابيه آزر بضم آزر وهذا يكون محمولا على النداء
ومخاطبة الاب وندائه بالاسم من اعظم انواع الجفاء والثانى
انه قال لآزر انى اراك وقومك فى ضلال مبين وهذا من اعظم
انواع الايذاء فثبت انه شافه آزر بالغلظة وانما قلنا ان شافهة
الاب بالغلظة لا يجوز لوجوه الاول قوله وبالوالدين احسانا
وهذا عام فى الكافر والمسلم وقال ولا يقل لهما اف ولا تنهرهما
وهذا ايضا عام والثانى انه تعالى لما بعث موسى عليه السلام
الى فرعون امره بالرفق معه فقال فقولا له قولا لينا والسبب فى
ذلك ان يصير هذا رعاية بحق تربيته فههنا الوالد بالرفق اولى منه
الثالث ان الدعوة مع الرفق اكثر تاثيرا فى القلب واما التغليظ
فانه ينفر المستمع عن القبول ولهذا قال لمحمد عليه السلام وجادلهم
بالتى هى احسن فكيف يليق بابرهيم هذه الخشونة مع ابيه فى وقت
الدعوة والرابع انه تعالى حكى عن ابرهيم الرفق الشديد مع هذا
المسمى بالاب وهو قوله يا ابت لم تعبد ما لا يسمع ولا يبصر الآية
ثم ذلك الانسان غلظ معه فى القول وهو قوله لئن لم تنته لارجمنك
ثم ان ابرهيم ما ترك معه الرفق بل قال سلام عليك ساستغفر لك
ربى واذا كانت عادة ابرهيم فى الرفق والقول الحسن هذا فكيف
يليق ان يظهر الخشونة والغلظ مع ابيه فثبت بهذه الحجة ان آزر
ما كان والد ابرهيم الحجة الثالثة ان آزر ما كان والد ابرهيم
انه جاء فى كتب التاريخ ان اسم والد ابرهيم كان تارخ واما آزر فهو

عم ابرهيم ثم ان القايلين بهذا القول اجابوا عن دلايل اصحاب القول
الاول فقالوا القرآن وان دل على تسمية آزر بالاب الا ان هذا لا
يدل على القطع بكونه والدا له وذلك لان لفظ الاب قد يطلق على
العم قال تعالى حكاية عن اولاد يعقوب نعبد الهك واله آبايك ابرهيم
واسمعيل فسمى اسمعيل ابا ليعقوب مع ان اسمعيل كان عما ليعقوب
وقال صلى الله عليه وسلم ردوا على ابي يعني العباس وايضا يحتمل
ان آزر كان اب ام ابرهيم وقد يقال له الاب قال الله تعالى ومن
ذريته داود وسليمان الى قوله وعيسى فجعل عيسى من ذرية ابرهيم
مع ان ابرهيم كان جده من قبل الام وبهذا ظهر الجواب عن الحجة الثانية
وذلك لان تسمية العم بالاب مشهور في اللغة العربية فلهذا
السبب ما كذبوه في هذه الاية هذا تمام القول في نصرة هذا القول
واعلم ان القول الاول اولى وذلك لان ظاهر لفظ الاب يدل على الولد
اما التمسك بقوله وتقلبك في الساجدين فهو محمول على ساير الوجوه
لا نحمل على ان روحه كانت ينتقل من ساجد الى ساجد محافظة على
ظاهر الاية التي تمسكنا بها وهو قوله لابيه آزر واما الحجة الثانية
فجوابها انكم تمسكتم بعمومات دالة على انه لا يجوز اظهار خشونة
مع الاب فنقول ان قلنا بما ذكرتم سلمت تلك العمومات عن هذا
التخصيص الا انه وجب حمل لفظ الاب على المجاز وان اجرينا لفظ الاب
على حقيقته لزمنا القول بادخال التخصيص في تلك العمومات لكنا
بينا في اصول الفقه انه مهما وقع التعارض بين المجاز وبين التخصيص
كان التزام التخصيص اولى فكان الترجيح لجانبنا واذا عرفت هذه المسئلة